علم حدیث کی ماہر خواتین

پروفیسر سید محمد سلیم

تدوین حدیث کی تحریک: دین اسلام کے مآخذ اصلی دو ہیں۔قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، پھر ان دو بنیادوں پر اسلامی قانون کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہوئی ہے۔قرآن مجید تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں مدون ہوگیا تھا اور حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہوگیا تھا۔البتہ قرآن کی عملی تشریح اور تعمیل کی تدوین ابھی باقی تھی۔ یہ کام خلیفہ عمر بن عبدالعزیز (۱۰۲-۹۹ھ) کے حکم سے شروع ہوا۔احادیث کی تدوین و تکمیل میں چھ صدیاں بیت گئیں۔محدثین اور علمائے کرام نے جس محنت اور عرق ریزی اور جس وسعت اور گہرائی سے اس فن شریف کو مرتب کیا ہے وہ مسلمانوں کا ایک شاہ کار ہے۔نقد حدیث کے سلسلے میں پانچ لاکھ راویوں کے حالات زندگی جمع کرنا اور صحت وسقم کے لحاظ سے ان کی چھان بین کرنا وہ غیر معمولی واقعہ ہے جو محدثین کرام نے انجام دیا ہے یہ مسلمانوں کا امتیازی کارنامہ ہے۔جرمن مستشرق اسپرنگر نے مسلمانوں کے اس کارنامے پر بڑی حیرت کا اظہار کیا ہے۔اور پھر دل کھول کر اس کی تعریف کی ہے۔(۱۹)

پردے کی پابندی: قرآن مجید میں سورہ کہف میں ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حصول علم کے لئے حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ سفر کیا تھا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے چین جانا پڑے (یہ حدیث موضوع ہے) ان احکام نے مسلمانوں کی جو ذہنیت تشکیل دی تھی اس میں علم کے لئے سفر کرنا ضروری تھا۔جو شخص بھی علم حاصل کرتا تھا وہ سفر پر نکل کھڑا ہوتا تھا۔دور دراز شہروں کے علماء سے استفادہ کرتا تھا، جو لوگ سفر پر نہیں نکلتے تھے،ان کی زیادہ قدر و منزلت نہیں ہوتی تھی۔

مرد تو یہ سفر آسانی سے کر لیتے تھے،مگر بعض ایسی باہمت خواتین ہوتی تھیں جو یہ سفر اختیار کرتی تھیں۔اگرچہ پردے کی شرط اور محرم کی ہم راہی کی وجہ سے ان کا سفر پر نکلنا بہت مشکل تھا، عام طور پر کوئی گھر کا فرد محرم ان کے ساتھ سفر پر جاتا تھا۔سفر میں طالبات کے مخصوص صنفی حالات کا خاص طور پر لحاظ رکھا جاتا تھا۔پردے کا پورا لحاظ رکھا جاتا

تھا۔ان کے آرام کا بھی خیال رکھا جاتا تھا۔اس کی وضاحت جامع قرویین ، فاس، مراکش کے حالات سے ہوتی ہے۔کتابوں میں لکھا ہے: یہ محترم خواتین (طالبات) اپنے اسباق ایسے مقامات پر بیٹھ کر سنتی تھیں جو صرف ان کے لئے مخصوص ہوتے تھے۔شہر قرویین میں ایسے مقامات عام ہوتے تھے جہاں خواتین بیٹھ کر شیوخ اور محدثین سے احادیث کا سماع کرتی تھیں اور مردوں سے اختلاط بھی نہیں ہوتا تھا۔اس طرح جو اسباق مرد سنتے تھے وہی اسباق خواتین سنتی تھیں۔

بعض علماء کے یہاں خواتین طالبات کے سامنے پردہ پڑا رہتا تھا۔امام احمد بن حنبل خواتین کو جدا درس دیتے تھے۔جو علماء خواتین کی مجلس میں جا کر وعظ کہتے تھے وہ خود اپنے چہروں پر نقاب ڈال لیتے تھے۔البتہ اسلام نے باندھی کے لئے پردے کی قید نرم کردی ہے۔باندی کو اپنے منہ پر نقاب ڈالنے کی ضرورت نہی۔اس لئے بعض باندیاں جو علم وفضل میں نامور ہوتی تھیں اور درس دیتی تھیں وہ اس رخصت سے فائدہ اٹھاتی تھیں۔وہ بے پردہ درس دیتی تھیں۔اور بحث ومباحثہ کرتی تھیں۔

فاطمہ بنت ابوعبداللہ جرجانی: تاریخ جرجان میں امام سہمی نے لکھا ہے کہ فاطمہ کو ان کے والد ابواحمد بن عدی کی مجلس درس میں پہنچاتے تھے۔وہ وہاں حدیث کا سماع کرتی تھیں اور پھر ان کو واپس گھر لے کر آتے تھے۔

زینب بنت برہان الدین اردبیلیہ: ان کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی۔ابتدائی تعلیم بھی وہاں ہی حاصل کی۔مزید علم کا شوق دامن گیر ہوا تو اپنے چچا کے ساتھ علمی سفر پر روانہ ہوگئیں۔بلادِ عجم میں گھومیں۔بیس سال بعد مکہ مکرمہ واپس ہوئیں۔

زلیخا الواعظہ: زلیخا شہر غزنین (افغانستان) کی رہنے والی تھیں۔یہاں سے وہ حج پر مکہ مکرمہ گئیں۔حصول علم کی خاطر وہ وہیں رہ پڑیں۔حرم محترم اہل علم اور محدثین کرام کے لئے بڑی کشش رکھتا تھا۔فریضۂ حج ادا کرنے بیرون ملک سے سینکڑوں علماء وہاں آتے تھے۔اس لئے مقامی اور بیرونی علماء سے استفادے کا موقع میسر آجاتا تھا اور محدثین سے بالمشافہ احادیث سننے کا موقع ملتا تھا۔زلیخا ایک مدت تک حرم میں رہیں۔علم سے فراغت کے بعد انہوں نے تبلیغ واشاعت میں بڑا کام کیا وہ خواتین کو جمع کر کے وعظ کہتی تھیں اس لئے الواعظہ کے نام سے مشہور ہوگئیں۔

فاطمہ بنت محمد بن علی اللخمیہ اشبیلیہ: یہ اندلس کے مشہور شہر اشبیلیہ کی رہنے والی خاتون تھیں۔انہوں نے اندلس کے مشہور محدث ابومحمد باجی اشبیلی کی مجلس میں طالب علمی اختیار کی، وہ اپنے بھائی کے ساتھ شیخ کی مجلس میں جاتی تھیں،اس لئے دونوں ایک ہی شیخ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

شمس الضحیٰ بنت محمد بن عبدالجلیل: اس خاتون نے پہلے احادیث کا سماع کیا۔ان کا میلانِ طبع زہد وتصوف کی طرف ہوگیا۔اس لئے شیخ الطریقت ابوالنجیب سہروردی کی خدمت میں تصوف کی تعلیم وتربیت حاصل کی۔یہ عالمہ،

زاہدہ اور متقیہ خاتون تھیں۔

سماعِ حدیث کا شوق: سماعِ حدیث کے شوق میں مردوں کے ساتھ خواتین بھی شریک تھیں۔ اس کی خاطر مشکلات اور مشقت برداشت کرتی تھیں۔ اس سلسلے میں امام ابن جوزی نے ایک واقعہ لکھا ہے۔ امام ابوالولید حسان بن محمد ہارون قرشی خراسانی کے حالات میں ایک واقعہ لکھا ہے جو ان کو ان کی والدہ نے سنایا تھا۔

جب تم حالت حمل میں تھے۔ میں نے تمہارے والد سے اجازت طلب کی کہ میں امام ابوعباس بن حمزہ محدث کی مجلس درس میں شرکت کروں گی۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ دس دن میں نے ان کی مجلس میں شرکت کی۔ دسویں دن مجلس ختم ہوگئی۔ پھر امام عباس نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے (والدہ امام ابوالویدکو) لڑکا عطا کر۔ اسی رات میں نے گھر آکر خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تمہارے لڑکا پیدا ہوگا۔ اور تمہارے نانا کی عمر کے برابر زندہ رہے گا۔ یہی بچہ آگے چل کر امام ابوالولید خراسانی بنا۔ ۷۶ سال کی عمر میں ۳۴۹ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حافظۂ احادیث: امام ابومحمد سراج الدین عبدالرحمٰن بن عمر دانی حنبلی ۲۴۳ھ کی اولاد میں ایک نابینا لڑکی تھی۔ اس لڑکی نے فن حدیث کی باقاعدہ تحصیل کی تھی۔ یہ لڑکی قوت حافظہ میں نادرۂ روزگار شمار ہوتی تھی۔ اس کے استحضار کا یہ عالم تھا کہ حدیث کی چھ معتبر کتابوں، صحاحِ ستہ میں درج کسی حدیث کے متعلق اس سے دریافت کیا جاتا تو وہ فوراً جواب دیتی تھی کہ یہ حدیث فلاں کتاب اور فلاں باب میں درج ہے۔

علم حدیث میں خواتین کا مقام: علم حدیث میں بعض خواتین کا درجہ بہت بلند ہوتا تھا۔ سلسلہ رواۃ کی سب سے اونچی سند ان کے پاس ہوتی تھی اس لئے مردان کے پاس رہ کر اس سند کو حاصل کرتے تھے۔ ایسی خواتین کو مسندات کہا جاتا ہے۔ فاطمہ بنت ابراہیم بن محمد بعلبکیہ کو مسندۃ الشام کہا جاتا ہے۔ کریمہ بنت عبدالوہاب ابن علی قرشیہ زبیریہ کو مسندۃ مکہ کہا جاتا ہے۔ فاطاہ بنت احمد بن قاسم مروزیہ کو مسندۃ الوقت کہا جاتا ہے۔

القاب وخطابات: غیر معمولی علم وفضل حاصل ہونے کے سبب بعض خواتین کو اہل علم نے القابات وخطابات سے نوازا ہے جو عام طور پر ان خواتین کے نام کا سابقہ بن گیا ہے۔ چند خطابات یہ ہیں۔ سیدۃ کی تخفیف ست ہے۔ اس لفظ سے ان خواتین کو موسوم کیا جاتا تھا۔

ست الشام	خاتونِ اخت ملک العادل
ست الفقہا	شریفہ بنت خطیب دمشقیہ
ست الکل	بنت احمد بن محمد مکیہ
ست العرب	ام الخیر بنت یحییٰ بن قائماز کندیہ دمشقیہ
شرف النساء	امۃ اللہ بنت احمد بن عبداللہ آبنوسیہ

فخر النساء	شہدہ بنت احمد ابن عمر بغدادیہ
معلّمہ	غالیمہ بنت محمد اندسیہ
شیخہ	ام زینب بنت عباس بغدادیہ
شیخہ	ام الفضل صفیہ بنت ابراہیم بن احمد مکیہ

حلقۂ تدریس: اسلامی روایت کے مطابق تحصیل علم کے بعد اشاعت علم بہت ضروری ہے۔ اس لئے بہت سی خواتین خانگی ذمے داریوں کے باوجود اپنا جداگانہ حلقہ درس شروع کر دیتی تھیں۔ خواتین کے حلقہ ہائے تدریس عام طور پر ان کے اپنے گھروں میں قائم ہوتے تھے۔ شائقین علم طالبات وہاں آجاتی تھیں۔ بعض خواتین کی علمی شہرت بہت زیادہ ہوتی تھی۔ ان کے حلقۂ ہائے درس میں دور دور سے طالبان کھنچ کر آتے تھے۔ جس طرح حصول حدیث کے لئے سفر میں اور سماع حدیث میں خواتین پردے کا اہتمام کرتی تھیں۔ اسی طرح اشاعت علم، درس و تدریس میں بھی وہ احکام شرعی کی پابندی اختیار کرتی تھیں۔

حفصہ بنت سیرین اور پردہ: عاصم بن سلیمان احول بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حفصہ بنت سیرین کی خدمت میں سماع احادیث کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ وہ اپنی چادر سنبھال کر بیٹھتی تھیں۔ چہرہ پر نقاب ڈال لیتی تھیں۔ ہم نے ان سے عرض کیا کہ آپ یہ تکلیف کیوں اٹھاتی ہیں۔ آپ جیسی عمر رسیدہ خاتون کو تو قرآن نے رخصت عطا کی ہے۔ اس کے جواب میں وہ فرماتیں۔ رخصت کے بعد جو ٹکڑا ہے ذرا وہ بھی تو پڑھو۔

﴿فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجت بزینة وان یستعففن خیر لھن﴾ (۲۰)

اگر وہ اپنی چادر اتار کر رکھ دیں تو گناہ نہیں بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں تاہم پھر بھی وہ حیادار برتیں تو ان کے حق میں اچھا ہے۔ اس لئے وہ کہتی تھیں کہ چادر اوڑھ لینا ہی اچھا ہے۔ (۲۱)

غالیمہ بنت احمد: یہ خاتون اندلس کی مشہور و معروف عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ یہ خواتین کو ہر قسم کے علوم و فنون کی تعلیم دیتی تھیں۔ اسی لئے ان کا لقب معلّمہ پڑ گیا تھا۔

مریم بنت ابی یعقوب اشبیلیہ: یہ اپنے زمانے کی مشہور ماہر درس خاتون تھیں۔ حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آتی تھیں۔ اندلس سے چل کر مکہ آنا اس زمانہ میں بڑا دشوار کام تھا۔ اس لئے ان کے نام کے ساتھ حاجہ لکھا جاتا ہے۔ وہ بھی مختلف علوم کی خواتین کو تعلیم دیتی تھیں۔ بڑی متقی دین دار خاتون تھیں طویل عمر پا کر وفات پائی۔ مذکورہ بالا دونوں خواتین نے باقاعدہ مدرسے جاری کر رکھے تھے۔

بنت ابن کیران طبیب: یہ خاتون مختلف علوم کی ماہر تھیں۔ پردہ کے پیچھے سے تعلیم دیتی تھیں۔ مراکش میں ایک مسجد ''مسجد اندلس'' کے نام سے مشہور ہے۔ جس کو مریم بنت محمد بن عبداللہ نے تعمیر کرایا تھا۔ بنت طیب اس مسجد میں

درس دیتی تھیں۔ ان کے متعلق تذکروں میں لکھا ملتا ہے کہ وہ مسجد اندلس میں اندلس میں منطق کا درس پردے کے اندر رہ کر دیتی تھیں۔ وہ مختلف علوم کی جامع تھیں۔ ان کا درس مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہوتا تھا۔ مرد نماز ظہر کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ عورتیں نمازِ عصر کے درس میں شریک ہوتی تھیں۔

علیہ بنت حسان: علیہ بنت حسان بصرہ کی ایک باندی تھیں۔ یہ عالمہ، فاضلہ اور شان وشوکت کی خاتون تھیں۔ بڑی زیرک وفہم والی تھیں۔ بصرے کے محلے طوقہ میں رہتی تھیں۔ بصرے کے علماء اور فقہا ان کے مکان پر آتے تھے۔ وہ ان سے مختلف سوالات دریافت کرتے تھے۔

ام محمد زینب بنت احمد بغدادیہ: یہ بڑی فاضلہ خاتون تھیں۔ علم حدیث میں ان کو اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ اشاعت علم کا انہیں بہت شوق تھا۔ وہ جس شہر میں جاتی تھیں۔ ایک مدرسہ قائم کر دیتی تھیں۔ مدینہ منورہ اور قاہرہ (مصر) میں ان کا قیام زیادہ رہا ہے۔ وہاں طویل مدت تک درس دیا۔ ۹۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ آخر وقت تک حدیث کا درس جاری تھا۔

ام احمد زینب بنت مکی حرانیہ: یہ عالمہ فاضلہ عورت تھیں۔ علم حدیث کی اشاعت میں خاص شوق تھا۔ ان کے حلقہ درس میں طلبہ کا ہجوم ہوتا تھا۔ ۹۴ سال تک یہ اشاعت حدیث میں مشغول رہیں۔

فخر النساء شہدہ بنت ابو نصر احمد بن عمر بغدادیہ: علم حدیث میں بہت کم خواتین نے اس قدر بلند مرتبہ حاصل کیا ہے ان کے پاس سند عالی تھی۔ اس لئے بڑے بڑے ائمہ وشیوخ ان کے درس میں شامل ہوتے تھے اور سند عالی حاصل کرتے تھے۔ اس دور کا شاید ہی کوئی محدث ایسا گزرا ہو جس نے شہدہ کی شاگردی اختیار نہ کی ہو۔ ایران کے شہر دینور میں ۴۸۴ھ میں پیدا ہوئی تھیں۔ ان کے والد بڑے عالم تھے۔ انہوں نے اچھی سے اچھی تعلیم دلوائی۔ انہوں نے مختلف علوم وفنون حاصل کئے۔ خط بھی نہایت خوب صورت تھا۔ ابوبکر محمد احمد الشاشی، حسین بن احمد نعمانی وغیرہ سے تحصیل علم کیا۔ ان کی شادی ایک معمولی شخص علی بن محمد سے کر دی گئی۔ مگر انہوں نے حسن اخلاق سے زندگی بسر کی۔ ان کے درس کی شہرت جب زیادہ ہوئی تو خلیفہ مستضئ باللہ عباسی نے انہیں ایک قطعہ اراضی بطور جاگیر عطا کیا، تاکہ یہ یک سوئی کے ساتھ درس وتدریس میں مشغول رہ سکیں۔ انہوں نے ساحل دجلہ پر ایک مدرسہ تعمیر کرایا تھا اور جاگیر کی ساری آمدنی طلبہ پر خرچ کر دیتی تھیں۔ ۹۰ سال کی عمر میں بغداد میں انتقال ہوا۔ آخر وقت تک تدریس میں منہمک رہیں۔

امام ابن جوزی لکھتے ہیں کہ وہ بڑی صالحہ عابدہ خاتون تھیں۔

کریمہ بنت احمد مروزیہ: اس خاتون کا تعلق مرد شاہجہاں آباد ایران سے تھا۔ علم حدیث میں اس کا درجہ بہت بلند ہے۔ صحیح بخاری کی روایت میں ان کو خاص فضیلت حاصل تھی۔ اس لئے بڑے بڑے آئمہ حدیث ان کی خدمت میں آتے تھے۔ جیسے خطیب بغدادی، عبدالکریم سمعانی، ابوطالب زینبی وغیرہ۔ خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ حج

کے ایام میں (۴۶۳ھ میں) میں نے ان سے صحیح بخاری کا سماع کیا۔

لحاظ النساء: ہندوستان میں علم حدیث بہت آخر میں مقبول ہوا ہے۔ گزشتہ صدی میں ایک خاتون تھیں، لحاظ النساء جن کو علم حدیث سے بہت شغف تھا۔ انہوں نے علم حدیث کی باقاعدہ تحصیل کی تھی۔ انہوں نے بھوپال میں مولانا محمد بشیر سہسوانی سے علم حدیث حاصل کی۔ پھر دہلی میں میاں جی نذیر حسین دہلوی کے درس میں شرکت کر کے فن کی تکمیل کی۔ اور سند حاصل کی۔ ۱۹ سال کی عمر میں وہ تحصیل علم حدیث سے فارغ ہو چکی تھیں۔ اس کے بعد ساری عمر وہ اشاعت علم حدیث میں مشغول رہیں۔ ۱۳۰۹ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

علم حدیث میں تصانیف: بناتِ اسلام نے علم حدیث کی اشاعت میں روایت سنانے اور درس دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ محدثین کرام کی طرح اس فن شریف میں انہوں نے مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ فن حدیث کے مختلف شعبوں سے متعلق خواتین کی تصنیف کردہ کتابیں آج بھی کتب خانوں میں موجود ہیں۔

عجیبہ بنت حافظ محمد باقداریہ بغداد: ان کے متعلق امام ذہبی بیان کرتے ہیں: عجیبہ نے اپنے اساتذہ اور شیوخ کے حالات اور ان سے سماع کردہ احادیث پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ جو دس جلدوں پر مشتمل ہے۔

فاطمہ خاتون بنت محمد اصفہانیہ: ان کے متعلق تذکرہ نگار لکھتا ہے کہ ان کو وعظ و تلقین میں خاص ملکہ تھا۔ سینکڑوں خواتین ان کے حلقہ واعظ میں شریک ہوتی تھیں۔ تصنیف و تالیف میں بھی ان کو اچھا سلیقہ تھا، انہوں نے اچھی اچھی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کی کتاب الرموز من الکنوز ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔

☆☆☆

''ایک جامع نصیحت''

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کی ایک ایسی جامع بات بتلا دیجئے کہ جس کے بعد مجھے کسی اور سے کچھ نہ پوچھنا پڑے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قل امنت باللہ ثم استقم یعنی تم اللہ پر ایمان لانے کا اقرار کرو، پھر اس پر مستقیم رہو تو لفظ مستقیم یا استقامت ایک لفظ مختصر ہے، مگر تمام شرائع اسلامیہ کو جامع ہے جس میں تمام احکام الٰہیہ پر عمل اور تمام مکروہات و منہیات سے پرہیز دائمی طور پر شامل ہے، اس لئے لفظ استقامت کی تفسیر میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ استقامت یہ ہے کہ تم اللہ کے تمام احکام اوامر اور نواہی پر سیدھے جمے رہو، رخ اس سے ادھر ادھر راہ فرار لومڑوں کی طرح نہ نکالو (تفسیر مظہری)۔

☆☆☆